قریۂ لیلیٰ

امین عاصم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَم
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ
(سُورَۃُالعَلَق)

جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا
جس نے اِنسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا

قریۂ لیلیٰ

امین عاصم

نام کتاب	:	قریۂ لیلیٰ
شاعر	:	امین عاصم
ٹائٹل	:	گل
باراول	:	جنوری 2009ء
تعداد	:	گیارہ سو
قیمت	:	-/200روپے
مطبع	:	امتیاز فیاض پرنٹنگ پریس، لاہور
رابطہ شاعر	:	امین عاصم، کوٹلہ ارب علی خاں، ضلع گجرات

cell.: 0300-6288456

email: ameenasim@gmail.com

Al-Minar Enterprises

Kotla Arab Ali Khan, Distt, Gujrat, Pakistan.

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہ جانے کتنے فسانے تراش لے دنیا
تمہارا نام اگر اِنتساب میں لکھوں

غزل پہ گرد جمی تھی پُرانے لہجوں کی
اِس آئنے کو مگر کچھ تو صاف میں نے کیا

فہرس

غزل

نظم

زندگی کی تلخیوں سے جنم لیتی ہوئی شاعری

ضلع گجرات میں اپنی سرکاری مصروفیات شروع کیے مجھے ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا تھا لیکن تا حال یہاں کے ادیبوں اور شاعروں سے ملاقات کا موقع میسر نہیں آیا تھا۔ اگرچہ یہاں کے ادبی ماحول سے میں نا آشنا نہیں تھا۔

شریف کنجاہی سے لے کر شاہین مفتی اور نئی نسل کے ہونہار شاعر سید انصر تک یہاں کے تقریباً تمام شاعروں اور ادیبوں سے میرا تعارف تھا۔ گل بخشالوی اور کاوش بٹ مرحوم کی علاقہ کے لیے ادبی خدمات بھی میرے ذہن میں تھیں۔

گجرات کی سرزمین شعر و ادب کے لیے ہمیشہ زرخیز رہی ہے، یہاں تخلیق ہونے والا ادب نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی نمایاں ہے۔ سو یہاں آ کر میں کسی ایسی ادبی تقریب کا منتظر تھا جہاں بیک وقت میری بہت سے ادیبوں اور شاعروں سے ملاقات ہو جاتی اور پھر میری یہ خواہش سرائے عالم گیر میں منعقد ہونے والے ایک مشاعرے کے ذریعے پایۂ تکمیل تک پہنچی جہاں ضلع گجرات کے تمام نمایاں شاعر شریک تھے۔ مشاعرہ اپنے عروج پر تھا کہ اسٹیج سیکرٹری نے ایک ایسے

شاعر کو دَعوت دِی جو اپنی وَضع قطع سے شاعر سے زیادہ خطیب دکھائی دے رہا تھا، مگر جب شاعر نے اپنی غزل کا مطلع پڑھا تو ایک خوشگوار حیرت میرے وجود میں اُتر گئی۔

جدید طرزِ اِحساس کے ساتھ عصرِ حاضر کی اذیتوں کا اِظہار کرنے والا یہ شعر گواہی دے رہا تھا کہ شاعر نہ صرف شعر گوئی کا سلیقہ رکھتا ہے بلکہ وہ لمحۂ موجود کی حقیقتوں کو بھی سمجھتا ہے۔ شاعر کی غزل کے بقیہ اَشعار بھی اِنہی کیفیتوں کے آئینہ دار تھے۔

یہ امین عاصمؔ سے میرا پہلا باضابطہ تعارُف تھا۔ گجرات کے نواحی علاقہ سے تعلق رکھنے والا شاعر شاعروں کے اُس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے جن کے نزدیک شاعری مشغلہ نہیں بلکہ ایک مِشن (Mission) ہے، ایک ایسا مِشن (Mission) جو معاشرے میں خیر کی ترویج اور محبتوں کے پھیلاؤ کے لیے انسان کو سرگرمِ عمل رکھتا ہے۔

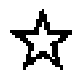
بعد ازاں جب امین عاصمؔ کو میں نے بہت سے مُشاعروں میں سُنا تو اُس کی شاعری پر میرا ایمان مزید پختہ ہُوا۔ وہ Commitment رکھنے والا شاعر ہے، شاعری اُس کے لہو میں رواں دواں ہے۔ مجھے ایسے ہی شاعر اچھے لگتے ہیں جو شاعری کو وقت گزارنے کا نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا ذریعہ سمجھتے ہوں اور امین عاصمؔ ایسا ہی ایک شاعر ہے۔

دن بدن امین عاصمؔ کی محبتیں اور شاعری میرے دِل میں گھر کرتی گئیں اور

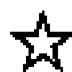
پھر ایک شام وہ اپنی شاعری کا مسودہ لے کر میرے گھر آ گیا اور کہنے لگا کہ میری شاعری کے بارے میں کچھ لکھ دیجیے جسے وہ اپنے شعری مجموعے میں بطور دیباچہ شامل کر سکے۔ مَیں نے امین عاصم کی شاعری کو رُک رُک کر پڑھا، اُس کے مصرعوں کو بسر کیا اور اُس کے لفظوں میں امین عاصم کو تلاش کرنے کی کوشش کی۔

امین عاصم بنیادی طور پر زندگی کی تلخیوں سے جنم لیتی ہوئی سچائی کا شاعر ہے وہ اپنے اِردگرد پھیلی ہوئی اِنسان کی محرومیوں سے اپنی شاعری کا رَس کشید کرتا ہے۔ اُسے لحہ لحہ پامال ہوتی ہوئی انسانی قدروں کا دُکھ ہے اور یہی دُکھ جب اُس کی شاعری میں ڈھلتا ہے تو ایک ایسی صدا بن جاتا ہے جو ہر گداز دِل میں اُتر کر اُسے رُلا دیتی ہے۔ وہ ایک حوصلہ مند انسان ہے، مگر اُس کے چار اطراف دم توڑتی اِنسانیت اور اذیتوں میں گھری زندگی نے اُس کے مزاج میں تلخی بھر دی ہے اور تلخی اُس کی شاعری میں اِس طرح جھلکتی ہے کہ ہمیشہ ہی سے ایسا تھا اور شاید ہمیشہ ہی ایسا رہے گا، اِسی لیے وہ کہتا ہے۔

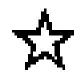
وہی ہے دل کی حویلی شکستہ و خستہ
وہی مکین ہے اندر نیا نہیں کوئی



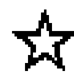
وہی عدو ہے وہی دوستی کا پردہ ہے
یہ میری پشت پہ خنجر نیا نہیں کوئی



جدید شہر کا منظر نیا نہیں کچھ بھی
وہی جنوں، وہی پتھر، نیا نہیں کچھ بھی



وہی ہے قحط مری سرزمیں پہ اب کے بھی
وہی ہے عرصۂ محشر نیا نہیں کچھ بھی

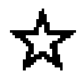


زندگی کا یہ بوسیدہ پن اُس کی مایوسی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔امین عاصم بھی ہر اچھے شاعر کی طرح نئے مناظر کی تلاش میں ہے۔وہ یکسانیت سے اُکتایا ہُوا ہے، اُسے لگتا ہے کہ جیسے پردۂ اِسکرین پر ایک ہی سین (Scene) بار بار دُہرایا جا رہا ہے، مگر کمال یہ ہے کہ اِس اُکتاہٹ نے اُس کو بے عمل اور ناکارہ نہیں کیا بلکہ ایک ایسی جدوجہد کا حصہ بنایا ہے جہاں اِنسان نئے جہانوں کی کھوج میں سرگرمِ عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امین عاصم کے ہاں مایوسی مستقل پڑاؤ نہیں ڈالتی۔امید کا چراغ اُس کے خانۂ دل میں مسلسل روشن ہے اور یقیناً اُمید کے اِسی چراغ نے اُس کے حروف بھی روشن کر دِیے ہیں۔

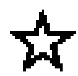
امین عاصم کا شعری مزاج اگرچہ اِردگرد کے معاملات کا تخلیقی سطح پر اِظہار کو اہمیت دیتا ہے، یعنی اپنی ذات سے باہَر کائنات میں پھیلے ہوئے موضوعات کو زیادہ تر اپنی شاعری کا حصہ بناتا ہے۔لیکن ایسا بھی ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنے اندر کی دُنیا سے بے خبر ہے اور جب وہ اپنے وجود میں برپا حشر کو اشعار میں ڈھالتا ہے،

ایسے مضامین بھی عطا کرتا ہے جو عصرِ حاضر کی نمائندہ غزل کا مزاج تشکیل دے رہے ہیں۔

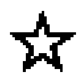
میں ابد کے سفر پہ نکلا ہوں
زحمتِ اِنتظار مت کرنا



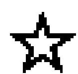
کھولتا ہوں جو پوٹلی دل کی
صرف تیرا ہی غم نکلتا ہے



گھر کی تقسیم سے ہوتا نہیں تقسیم لہو
بھائی ہوتے نہیں دِیوار اُٹھانے سے اُلگ



مجھ سے کیسا بگڑا بیٹھا تھا وہ تاریکی میں
ناگہاں ہو گیا اِک شمع جلانے سے اُلگ



امین عاصمؔ کی شاعری میں آپ کو ایسے لاتعداد خوب صورت اَشعار ملیں گے جو پڑھنے اور سننے والوں کے لہو میں ایک عجیب سی سرشاری بھر دیتے ہیں۔

امین عاصمؔ فنی طور پر ایک مضبوط شاعر ہے اُسے شعر کہنے کا ہُنر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس کی شاعری میں ایک فطری بہاؤ ہے۔ رواں اور چست مصرعے

اُس کی تخلیقی صلاحیتوں کی گواہی دے رہے ہیں۔ میرے نزدیک شاعر کی فن پر گرفت ایک ایسی خوبی ہے جس کے ذریعے وہ کسی بھی وقت غیر معمولی ادبی کارنامہ انجام دے سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے میں اُن شاعروں سے ہمیشہ پر امید رہتا ہوں جو شعر کہنے کی قدرتی صلاحیت سے مالا مال ہوں۔ امین عاصمؔ ایسا ہی ایک مضبوط شاعر ہے وہ اپنے پہلے شعری مجموعے کے ذریعے ادبی دُنیا میں باقاعدہ طور پر داخل ہو رہا ہے، لہٰذا ہمیں اُس کا کھلے دل سے استقبال اور اعتراف کرنا چاہیے۔ میری تمام دُعائیں اُس کے ساتھ ہیں۔

قمر رضا شہزادؔ

۲۴ دسمبر ۲۰۰۸ء

امین عاصمؔ نے بڑے بڑے
ادبی مراکز سے دُور اپنے گاؤں میں ایک ننھا
سا دِیا جلا رکھا ہے۔ اہلِ نظر کو چاہیے کہ وہ
اُونچی اُونچی دِیواروں کے شہروں سے باہر آ
کر مضافات میں جلنے والے اِس دِیے کو
دیکھیں کہ اِس کی بھیگی ہوئی لو اَندھرے
اُجالے کیکیسی جاذبِ نظر تصویر پیش کر رہی
ہے۔ تیز روشنی میں اور اسی طرح گہری تاریکی
میں فن جنم نہیں لیتا ہے، فن تو ملگجی رَوشنی کے
نایاب لمحات میں پیدا ہوتا ہے جب کہ قدرت
نے امین عاصمؔ کو یہ لمحات فراخ دِلی سے
عطا کیے ہیں۔ امین عاصمؔ کا یہ شعر دیکھیے

فاختہ امن کا پرندہ ہے
اِستعارہ، شکار مت کرنا

بیدلؔ حیدری
۳۱۔ اگست ۲۰۰۱ء

عصرِ حاضر کا آئینہ دار

فن تو فنکار کا آئینہ ہوتا ہے، امین عاصمؔ کے اشعار میں سادگی، خلوص، صفائے قلب اور اصلاحِ معاشرہ کے جذبات کی کارفرمائی صاف نظر آتی ہے اور بنی نوع انسان کی کج ادائیوں اور ستم رانیوں پر وہ جیسا کچھ محسوس کرتے ہیں کلام میں اس کے واقعاتِ عشق دہرانے کی بجائے اپنے تجربات و محسوسات کو دیانت داری کے ساتھ پیش کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔

بلاشبہ ان کی شاعری بھی ان کی شخصیت کی طرح پاکیزہ ہے، امین عاصمؔ کے متعدد شعروں میں مجھے بالکل تازہ خیالات اور ندرتِ اظہار نے چونکایا اور محظوظ کیا ہے۔ امین عاصمؔ کی مشقِ سخن میں تیز گامی کے باوصف یہ احساس ہوا کہ وہ وادیٔ خیال کو بقول غالبؔ مستانہ طے کرتے ہیں۔

امین عاصمؔ نے ایسی طرزِ فغاں اختیار کی ہے جس میں سوز و گداز کی پہلو بہ پہلو حوصلہ مندی اور ولولہ انگیزی بھی شامل ہے، اس مجموعے کے شاعر کی تشبیہات و تلمیحات بلاشبہ کلاسکی شاعری سے ماخوذ ہیں لیکن رمز و کنایہ اتنا واضح ہے کہ ہمارے معاشرے کی کج روی، اخلاقی زوال، پست حوصلگی اور بے کرداری کے واضح نقوش ان کی شاعری کے پردے پر اُبھر آئے ہیں۔

میں اس مجموعے کا دعاؤں کے ساتھ خیر مقدم کرتا ہوں۔

پروفیسر مظفرؔ حنفی

(سابق پروفیسر، اقبال چیئر، کلکتہ یونیورسٹی)

ڈی-40 بٹلہ ہاؤس،

نئی دہلی-25

۱۲۔اگست 2008ء

حمدِ باری تعالیٰ

ذرّے ذرّے میں پنہاں ہے اِک کائنات
ذرّے ذرّے میں موجود ہے تیری ذات

ذات تیری نہیں اَے خُدا بے ثبات
تجھ پہ قربان سب موت ہو یا حیات

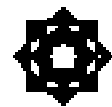
یہ پہاڑوں کے پتھر، یہ پیڑوں کے پات
سب ہی تیری بیاں کر رہے ہیں صفات

تیری منظر کشی ہے میں دیکھوں جدھر
دِیر و کشمیر و کاغان ہو یا سوات

خوب صورت پرندے جو گاتے ہیں گیت
سچ تو یہ ہے ادا کر رہے ہیں صلوٰۃ

بہتا راوی کہ ہو جھیل سیف الملُوک
تیرے مظہر ہیں سب، نیل ہو یا فُرات

حمدِ باری تعالیٰ میں مشغول ہیں
یہ زباں اور یہ آنکھیں، یہ دل اور یہ ہات



www.iqbalkalmati.blogspot.com

نعتِ رسولؐ

گلاب ہو وہ کنول ہو کہ یاسمیں کوئی
رخِ رسولؐ سے بڑھ کر نہیں حسیں کوئی

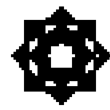
نہ صادق اُنؐ سے زیادہ ملا کہیں کوئی
نہ اُنؐ سے بڑھ کے زمانے میں ہے امیں کوئی

خدا کا نام تو خیر ایک اسمِ اعظم ہے
ملا نہ نام محمدؐ سے بہتریں کوئی

پھر اُس کو سایۂ رحمت نے عمر بھر ڈھانپا
جو ایک پل کو ہُوا آپؐ کے قریں کوئی

جو کنکری ہوئی مَس آپؐ کے کفِ پا سے
نہیں ہے قیمتی اُس سے دُر و نگیں کوئی

بیانِ مدحتِ احمدؐ کے واسطے عاصمؔ
میں ڈھونڈتا ہوں نئی نعت کی زمیں کوئی



www.iqbalkalmati.blogspot.com

اَے خدائے ذُوالجلال

جس کو چاہے تو گدا گر سے توانگر کر دے
اے خدا مجھ کو مقدر کا سکندر کر دے

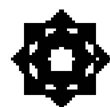
غم ملے یا کہ خوشی، کچھ بھی سروکار نہیں
جیسے چاہے تو مرا ویسے مقدر کر دے

شب کی تاریک فضا جب بھی ڈرائے مجھ کو
تیری یادوں کا دِیا گھر کو منور کر دے

گندگی پھیل چکی ہر سُو تعصب کی یہاں
میری دھرتی کو مصفا و معطر کر دے

مجھ پہ اِنعام ترے کم تو نہیں ہیں مولا!
تو جو چاہے تو مجھے اور بھی بہتر کر دے

میرے لہجے کو عطا کر کے مہک پھولوں کی
ایک اِک لفظ سے دنیا کو معطر کر دے



لبِ دریا

کردارِ مسلماں نظر آیا لبِ دریا
جس شان سے باطل سے وہؑ اُلجھا لبِ دریا

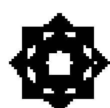
دریا کو حجاب آیا نہ کیوں نام پہ اپنے
شبیر تھا جب خوں میں نہایا لبِ دریا

جنت میں ہیں وہ کوثر و تسنیم کے مالک
دُنیا نے جنہیں رکھا تھا پیاسا لبِ دریا

اُس دن تو فرشتے بھی بہت روئے تھے جس دن
تڑپا تھا جگر گوشۂ زہراؓ لبِ دریا

یہ غیرتِ دریا نے کیا کیسے گوارا!
سیراب ہُوا خون سے صحرا لبِ دریا

تھی خون میں اصغر کے نہاں برق وہ عاصمؔ
جل جاتی زمیں خون جو گرتا لبِ دریا



محبتوں کا تری اِعتراف میں نے کیا
پھر اک جہان کو اپنے خلاف میں نے کیا

یہاں تو چپ تھے سبھی، مصلحت کے قیدی تھے
فصیلِ جبر میں لیکن شگاف میں نے کیا

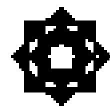
کیا معاف نہ خود کو مواخذے میں کبھی
ستم گروں کا ستم تو مُعاف میں نے کیا

نقیبِ حق ہوں میں حق کے لیے تو بعض اوقات
خود اپنی رائے سے بھی اختلاف میں نے کیا

غزل پہ گرد جمی تھی پرانے لہجوں کی
اِس آئینے کو مگر کچھ تو صاف میں نے کیا

میں جانتا تھا اُسے حق پہ کون بولے گا
وہ شخص میں ہی تھا، یہ اِنکشاف میں نے کیا

ہر ایک زاویے سے جانچنا ضروی تھا
اِسی لیے تو کسی کا طواف میں نے کیا



ہر نئے دن اَجنبی قریوں کے منظر دیکھنا
ایک بنجارے کی قسمت میں کہاں گھر دیکھنا

دیکھنا اَپنی محبت کا اَثر، اِک دن اُسے
آنکھ بھر کر دیکھنا، پھر اُس کے تیور دیکھنا

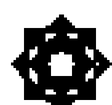
جب سے دیکھا وہ قدِ زیبا، مرا معمول ہے
روز صحنِ باغ میں آ کر صنوبر دیکھنا

اُس کی آنکھیں دیکھ کر مجھ کو یہ اندازہ ہُوا
کس قدر دل کش نظارا ہے سمندر دیکھنا

میں نے راہوں میں اُگائے ہیں مُرادوں کے گلاب
موسمِ گُل آئے تو گھر سے نکل کر دیکھنا

میں محاذِ زندگی پر ہوں، مری قسمت میں ہے
روز اپنی سَمت بڑھتا غم کا لشکر دیکھنا

عاصمؔ اِس بستی کے اَفسردہ مکانوں کو ذَرا
جب سرِ بام آئے وہ مہتاب پیکر، دیکھنا



وہ ہجرتوں کا کرب بھی کچھ اِنتہا کا تھا
لیکن ہمارا حوصلہ یارو بلا کا تھا

ہاتھ اِس لیے جلے کہ بہت تیز تھی ہَوا
اور ہم کو بس خیال دیے کی بقا کا تھا

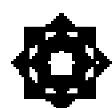
روشن چراغِ یاد بھی کرتا نہ تھا کوئی
قبضہ ہمارے شہر پہ ایسی ہَوا کا تھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وہ بھی شکستہ حال تھا، فاقوں کی زد میں تھا
میرے ہی جیسا حال مرے دلرُبا کا تھا

گزرا نہیں ہے سر سے تو سرخاب تک کوئی
لیکن مرے مزاج پہ سایہ ہما کا تھا

ہم نے پھر اپنے پیٹ کے پتھر چھپا لیے
جب سامنے سوال ہماری اَنا کا تھا



www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجھے تو اپنی ہی پس ماندگی نے قتل کیا
میں روشنی تھا مجھے تیرگی نے قتل کیا

یہ بت بھی آج ہمارے لہو کے پیاسے ہیں
ہمیں تو اپنے فنِ آزری نے قتل کیا

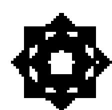
اجل بچھاتی رہی کیسے کیسے دامِ فریب
''قدم قدم پہ ہمیں زندگی نے قتل کیا''

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ کون شخص ہے چھایا ہُوا زمانے پر
وہی تو ہے جسے پچھلی صدی نے قتل کیا

سپاہ کم تو نہ تھی تیری اے امیرِ سپاہ
اُسے تو صرف تری بزدلی نے قتل کیا

میں رہنا سیکھ نہ پایا تھا بے ضمیروں میں
مجھے یہاں پہ مری آگہی نے قتل کیا



www.iqbalkalmati.blogspot.com

شعر جو سرخیٔ اَخبار نہیں ہو سکتا
اس سے کم تر مرا معیار نہیں ہو سکتا

جس سے حق بات کا اِظہار نہیں ہو سکتا
وہ کسی کا بھی وفا دار نہیں ہو سکتا

کس سہولت سے گئے دشتِ جنوں کے ہم پار
لوگ کہتے تھے کہ یہ پار نہیں ہو سکتا

جسم کیا رُوح میں ہے ذائقہ تیرے غم کا
غم کوئی اِتنا مزے دار نہیں ہو سکتا

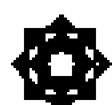
تیر نظروں کا اُتر جاتا ہے سیدھا دل میں
اس سے بہتر کوئی ہتھیار نہیں ہو سکتا

اُس کے غم کے کئی اَنبار لگے ہیں دِل میں
جانتا ہوں کہ میں نادار نہیں ہو سکتا

کوئی پوچھے تو بتا دُوں گا میں دِل کی باتیں
مجھ سے اَب عشق کا اِنکار نہیں ہو سکتا

جب کسی شخص کی قسمت میں سِیہ بختی ہو
پھر تو سُورج بھی مددگار نہیں ہو سکتا

پھینک عاصمؔ پہ ذرا دامِ محبت پھر دیکھ
کون کہتا ہے، گرفتار نہیں ہو سکتا



میں سوچ بھی نہ سکتا تھا احسان یوں ہُوا
رحم آیا اُس کو، غم سے میں ہلکان یوں ہُوا

لوگوں کو کیا تمھیں بھی خبر تک نہ ہو سکی
کوئی تمھارے نام پہ قربان یوں ہُوا

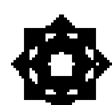
ہم بے کسوں کی عزت و توقیر بھی گئی
اِک اہلِ زر کا شہرۂ احسان یوں ہُوا

کاٹیں نہ اُس کو دیکھ کے لوگوں نے انگلیاں
اِک مہ جبیں کے حسن کا کفران یوں ہُوا

آئینہ وہ نہ تھا مگر آئینہ بن گیا
دیکھا جو مجھ کو سامنے حیران یوں ہُوا

سب کچھ لُٹا چکا تھا کہ پانسہ پلٹ گیا
اِس زندگی کے کھیل کے دوران یوں ہُوا

اُن کو خود اپنی جیت پہ شرمندگی ہوئی
اب کے مری شکست کا اعلان یوں ہُوا



www.iqbalkalmati.blogspot.com

درد کو اشتہار مت کرنا
دوست یہ کاروبار مت کرنا
میں ابد کے سفر پہ نکلا ہوں
زحمتِ انتظار مت کرنا
میرا سچ بھی ہے میری مجبوری
تم مرا اعتبار مت کرنا
فیصلہ موسم کرے گا آپ ہی
اب کے کتنا پھل پڑے اشجار پر
پیار اک ریت کا گھروندا ہے
ریت پر انحصار مت کرنا
ٹوٹ کر چاہنا، مگر اُس کو
ذہن و دل پر سوار مت کرنا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوزِ غم سے سلگ سلگ کر تم
سروِ تن کو چنار مت کرنا

فاختہ امن کا پرندہ ہے
اِستعارہ، شکار مت کرنا

پیار میں ہارنا ہی بہتر ہے
جیت کو افتخار مت کرنا

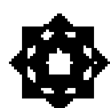
ہیں قفس میں جسم پر بارِ گراں
کاٹ دے صیاد سب بے کار پر

بدگمانی کی ہر خلیج کو تم
پاٹنا، بے کنار مت کرنا

اک مرا جرم سامنے رکھنا
نیکیوں کو شمار مت کرنا

رہ میں اُس کی بچھانا مت پلکیں
راہ کو خار زار مت کرنا

خلعتِ فاخرہ ملی عاصمؔ
تو اِسے داغ دار مت کرنا



مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گو چاند بھی حسیں ہے رُخِ یار کی طرح
لیکن ہے زَرد سا کسی بیمار کی طرح

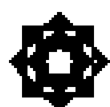
قیمت نہیں ہے پاس پر اُس کی طلب تو ہے
ہم بھی کھڑے ہوئے ہیں خریدار کی طرح

میں ایک بت تراش بھی، اِک بت شکن بھی ہوں
جینا پڑا ہے مجھ کو اَدَاکار کی طرح

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بس اِک تری خموش طبیعت مرے ندیم
حائل ہمارے بیچ ہے دِیوار کی طرح

چھو کر مرے وُجود کو زخموں سے بھر گیا
وہ خوبرُو ملا بھی تو تلوار کی طرح



گزرا آنکھوں سے مری وہ گلِ لالہ اکثر
میں نے شعروں میں دیا جس کا حوالا اکثر

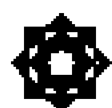
میں نے جس خاک پہ پیروں کو جمانا چاہا
اُس نے گیندوں کی طرح مجھ کو اچھالا اکثر

موسمِ گل میں دریچے سے در آتی کرنیں
کھول دیتی ہیں مرے ذہن کا تالا اکثر

چند باتوں کو خفی جان کے رکھا ورنہ
جو بھی محسوس کیا شعر میں ڈھالا اکثر

انکساری سے ملا، میں تو ملا ہوں جس سے
کرتا رہتا ہوں گناہوں کا اِزالہ اکثر

پھول وہ چھین لیا مجھ سے صبا نے عاصمؔ
جس کو صرصر کے شدائد سے سنبھالا اکثر



www.iqbalkalmati.blogspot.com

حرف تو آتا ہے پھر کردار پر
داغ دامن پر ہو یا دستار پر

مجھ کو جانا ہے اُفق کے پار تک
اُڑتی کونجو دو مجھے دو چار پر

گزری اُس چڑیا کی صورت اپنی عمر
تھک کے آ بیٹھی ہو جو دیوار پر

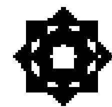
www.iqbalkalmati.blogspot.com

امن کے ایام میں بھی چاہیے
زنگ لگنے پائے نہ تلوار پر

ڈھونڈتا ہے خود سفینوں کو بھنور
کیوں دھریں اِلزام کھیون ہار پر

ہم سے کچھ اہلِ جنوں کو چھوڑ کر
کون چڑھتا ہے خوشی سے دار پر

نامِ عاصمؔ اُس کا میرے نام کے
ساتھ کس نے لکھ دیا دیوار پر



www.iqbalkalmati.blogspot.com

گھر میں کیوں رکھیں تجھے اے غالیہ مو باندھ کر
کون رکھے بکریوں کی طرح آہو باندھ کر

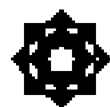
اک جگہ ایسے کھڑے ہیں یہ ستارے شام سے
آسماں پر جیسے رکھ دے کوئی جگنو باندھ کر

اُس کو آخر شاملِ بادِ نفس ہونا تو تھا
پھول بھی رکھتے کہاں تک اپنی خوشبو باندھ کر

آپ ہی تولوں گا میں اچھے بُرے اَعمال کو
دفن کرنا مجھ کو سینے سے ترازو باندھ کر

رات کو آزاد ہو جاتے ہیں جانے کس طرح
سارا دن رکھتا ہوں میں تو اپنے آنسو باندھ کر

آج عاصمؔ ایک بنگلے میں ہے جشنِ نو بہار
بے بسی ناچے گی پھر پیروں میں گھنگرو باندھ کر



ٹوٹ کر پتا ہو جب گم آس پاس
پیڑ بھی ماں کی طرح ہو بد حواس

موتیوں سے کھیلنے والی پری
لے مرے آنسو بھی رکھ لے اپنے پاس

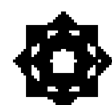
چاند نکلے ابر سے تو یوں لگے
گل بدن جیسے ہو کوئی بے لباس

جھیل سی آنکھیں جسے پیاسا رکھیں
کب بجھے اُس کی سمندر سے بھی پیاس

اِک ذرا سی ٹھیس سے ہو چُور چُور
لے مرا دل ہے کہ شیشے کا گِلاس

کس مرکب سے بنا لہجہ ترا
جس قدر تلخی ہے اُتنی ہی مٹھاس

مُدّعا سمجھے گا عاصم کون، جب
گُنگی نظروں سے کرو گے التماس



قائم تھی ظلمتوں کی حکومت سویر تک
کرتے رہے چراغ، بغاوت سویر تک

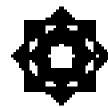
پہلی کرن کو دیکھ کے چپ ہو گئے کہ جو
سورج کو کر رہے تھے ملامت سویر تک

تاریکیوں کا آج بھی حملہ شدید تھا
ہاری نہ جگنوؤں نے بھی ہمت سویر تک

ساقی سے اور لوگ بھی رکھتے ہیں رسم و راہ
آئے گی سامنے یہ حقیقت سویر تک

تاروں نے ٹوٹ ٹوٹ کے رکھی ہے برقرار
شب خون مارنے کی روایت سویر تک

عاصمؔ کوئی کتاب ہی پڑھ لیں ذرا سی دیر
جاناں کو سوچنے کی ہے فرصت سویر تک



www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہمراہ تو نہیں تو ہے ویران سی سڑک
آبادیوں میں بھی لگے سنسان سی سڑک

کل شام پہلی بار میں تیرے بغیر تھا
کل مجھ کو دیکھتی رہی حیران سی سڑک

سوچوں تو کس قدر ہے پہنچنا مرا کٹھن
دیکھوں تو تیرے شہر کو آسان سی سڑک

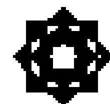
www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُس سمت سارے پوش علاقے ہیں شہر کے
لگتی ہے شب کو ایک پرستان سی سڑک

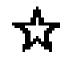
منظر عجب عجب ہیں نگاہوں کے سامنے
ہے کتنی دلفریب یہ انجان سی سڑک

لگتا ہے شہر چھوڑ گیا پھر کوئی حسین
کچھ دن سے لگ رہی ہے پریشان سی سڑک

عاصمؔ اُسے تو گھر سے نکلتے ہی ڈس گئی
اک زندہ سانپ بن کے یہ بے جان سی سڑک



www.iqbalkalmati.blogspot.com



ہم نے چاہا تھا جسے سارے زمانے سے الگ
کاش ہوتا کسی معقول بہانے سے الگ

تجھ سے وابستہ تھا کیا، دل کا سبھی صبر و قرار
دل ہُوا مجھ سے ترے چھوڑ کے جانے سے الگ

ہم سے بچھڑا تو کھُلا بھید یہ ہم پر اِک شخص
اپنے گھر سے ہی نہیں، تھا وہ گھرانے سے الگ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

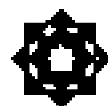
طنز کا تیر نشانے پہ ہی لگتا ہے سدا
پھینکا جائے یہ کہیں خواہ نشانے سے الگ

چین لینے نہ دیا گردشِ دوراں نے مجھے
میرا قصہ ہے محبت کے فسانے سے الگ

گھر کی تقسیم سے ہوتا نہیں تقسیم لہو
بھائی ہوتے نہیں دِیوار اُٹھانے سے الگ

مجھ سے کیسا جُڑا بیٹھا تھا وہ تاریکی میں
ناگہاں ہو گیا اک شمع جلانے سے الگ

اُس کی مالا میں تھا اک گنجِ جواہر عاصمؔ
خالِ رخسار کا موتی تھا خزانے سے الگ



☆ پہلے تین اشعار مرحوم دوست جاوید شاہد کی یاد میں

بے سبب بوجھ ہے تجھ پر ترا خنجر قاتل
تیرے اَبرو ترے خنجر سے ہیں بڑھ کر قاتل

نوعِ انسانی کہاں جائے کہ اِس دھرتی پر
کہیں پربت، کہیں صحرا، کہیں ساگر قاتل

مار ڈالے نہ کہیں مجھ کو مرا اپنا ضمیر
گھات میں بیٹھا ہے چھپ کر مرے اندر قاتل

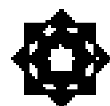
میں نے دشمن کی بھی غیرت کا بہت پاس کِیا
کاٹ گردن مری پگڑی کو بچا کر قاتل

سرگراں رہتا ہے اب ظلم کے احساس سے تُو
کوئی خمیازہ بھگت، ہو جا سبک سر قاتل

روز اُٹھتے ہوئے غیرت کے جنازے دیکھوں
پسِ پردہ ہے کہیں حسن، کہیں زر قاتل

دشمنی کم بھی ہوئی مار کے دشمن کو کبھی
تجھ کو اتنی سی خبر بھی نہیں خود سر قاتل

دو ٹکوں کے لیے لکھیں جو قصیدے عاصمؔ
پوری اک نسل کے ہوں ایسے سخن ور قاتل



ایک یہ فرض ادا کیوں نہیں ہوتا جاناں
تم سے اقرارِ وفا کیوں نہیں ہوتا جاناں

میں کہ سیراب کروں روز اِسے اشکوں سے
آس کا پیڑ ہرا کیوں نہیں ہوتا جاناں

جتنی چاہت تمہیں دی، اُتنی ہی واپس مانگی
تم سے یہ قرض ادا کیوں نہیں ہوتا جاناں

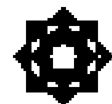
www.iqbalkalmati.blogspot.com

ترے ہاتھوں کو ہے دیکھا، مجھے اِتنا تو بتا
اِن پہ اب رنگِ حنا کیوں نہیں ہوتا جاناں

اِن دنوں مجھ پہ محبت کا اثر غالب ہے
پھر بھی اِظہارِ وفا کیوں نہیں ہوتا جاناں

دل کو معلوم ہے اِس کی نہیں مانی جانی
پھر بھی خاموش بھلا کیوں نہیں ہوتا جاناں

غمِ جاناں بھی ہے اب فکرِ معیشت کی طرح
غم ترا ہوش رُبا کیوں نہیں ہوتا جاناں



www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہلے تو دل کے الاؤ کو بجھا دیتا ہوں
پھر دبی راکھ کو آہوں کی ہَوا دیتا ہوں

کیا خبر لوٹ کے بچپن مرا واپس آ جائے
روز گزرے ہوئے لمحوں کو صدا دیتا ہوں

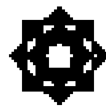
خواب ِغفلت سے جگا دیتی ہیں مجھ کو ہر روز
چہچہاتی ہوئی چڑیوں کو دُعا دیتا ہوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہونٹ کھولوں تو زمانے کو خبر ہو جائے
قصۂ شوق اُسے آنکھوں سے سنا دیتا ہوں

وہ پری چہرہ کہ جس میں نہ ہو پندارِ جمال
میں اُسے یاد نہیں رکھتا، بُھلا دیتا ہوں

عاصمؔ اک جذبۂ لافانی مرے ہاتھ لگا
دل کی دنیا کو بھی آج ایک خدا دیتا ہوں



اثرِ جادوئے لیلیٰ سے نکل آیا ہوں
عقل کا شکریہ صحرا سے نکل آیا ہوں

کہیں ہارے ہوئے لوگوں کو نہیں ملتی اماں
دشمنو لشکرِ پسپا سے نکل آیا ہوں

مجھ کو حیرت سے سبھی لوگ یہاں دیکھتے ہیں
میں وہ دریا ہوں کہ صحرا سے نکل آیا ہوں

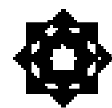
مجھ کو تو چیخنا تھا، شور مچانا تھا بہت
میں تو لب بستہ ہی دُنیا سے نکل آیا ہوں

ایک خوش شکل کی آنکھوں سے اماں مانگی ہے
حرم و دیر و کلیسا سے نکل آیا ہوں

اب مری نظروں میں یکساں ہیں بہار اور خزاں
عمر کے عہدِ تمنا سے نکل آیا ہوں

بارِ احساں تلے دب کر ہی نہ مر جاتا کہیں
شکر ہے دستِ مسیحا سے نکل آیا ہوں

کیا ہُوا دوست تری آنکھ کی گہرائی کو
مجھ کو لگتا ہے میں دریا سے نکل آیا ہوں



میرے کمرے میں کتابوں کے سوا کچھ بھی نہیں
غمِ دنیا کے نصابوں کے سوا کچھ بھی نہیں

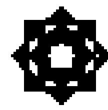
قعرِ دریا میں تو جویائے دُرِ ناب اُتر
سطحِ دریا پہ حبابوں کے سوا کچھ بھی نہیں

دور سے جو لگے مَوّاج سمندر کی طرح
پاس آؤں تو سرابوں کے سوا کچھ بھی نہیں

تجھ کو دیتے ہیں سکوں شہر کے آثارِ جدید
میری بستی میں خرابوں کے سوا کچھ بھی نہیں

پیار، آسودگیٔ دل جسے سمجھے دنیا
زندگی بھر کے عذابوں کے سوا کچھ بھی نہیں

علم چاہو تو مرے مکتبۂ فکر میں آؤ
مدرسوں میں تو نصابوں کے سوا کچھ بھی نہیں



اپنی منزل پہ وہی لوگ سدا پہنچے ہیں
ہر کڑے وقت میں جو عزم جواں رکھتے ہیں

جب بھی خیرات میں ملتی ہے محبت ہم کو
اپنے کشکول کو ہم لوگ الٹ دیتے ہیں

اپنے ہاتھوں میں قلم بھی ہے عصا کی صورت
ہم فراعینِ زمانہ سے کہاں ڈرتے ہیں

کس طرح ہم کو ڈرائے گا مسلح دشمن
ہم نہتے ہی سہی، دستِ دعا رکھتے ہیں

دوست دشمن نکل آیا تو نئی بات نہیں
آستینوں میں بھی کچھ سانپ پلا کرتے ہیں

راہِ ہستی میں کسی موڑ پہ ملنے والے
پھر کسی موڑ پہ ویسے ہی بچھڑ جاتے ہیں

تو کہ حیراں ہے فنِ جیب تراشی پہ بہت
لوگ تو خواب بھی آنکھوں سے چرا لیتے ہیں

پیار کا عہد کبھی ان سے نہ مانگو عاصمؔ
ایسی باتوں سے حسیں لوگ خفا ہوتے ہیں



مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں www.iqbalkalmati.blogspot.com

لکھنؤ اور نہ دلی کی کوئی بات کریں
ہم فقط تذکرہٗ قریہٗ گجرات کریں

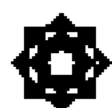
حالِ دل اُن سے کہا کیوں نہیں، میرے جذبات
کسی بچے کی طرح مجھ سے سوالات کریں

آپ کو شعر سُنائیں گے، دِکھائیں گے دل
آج کی شام اگر ہم سے ملاقات کریں

شام ڈھلنے کو ہے کیوں گھر نہیں لوٹی چڑیا
ننھے بچوں کو پریشاں کئی خدشات کریں

دیکھ کر کانپ اُٹھیں ہم سے گنہ گار جنہیں
ایسے بھی کام کئی آج کے سادات کریں

کتنے بے نام گزارے سبھی گزرے موسم
اب یہ سوچا ہے ترے نام یہ برسات کریں



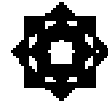
سیلاب کے ریلے یہ کہے جاتے ہیں
دیکھو تو مکاں کیسے ڈھے جاتے ہیں

تم چاہے اِسے تلخ کلامی کہہ لو
ہم لوگ تو سچ بات کہے جاتے ہیں

ممکن ہے کہ کل کوئی قیامت ڈھا دیں
ہم آج اگر جبر سہے جاتے ہیں

ہم نکلے ہیں دوری کے سفر پر پھر بھی
اک شب تری بستی میں رہے جاتے ہیں

سیراب نہ ہوں کھیت تو اُن کی قسمت
دریا تو بہر طور بہے جاتے ہیں



www.iqbalkalmati.blogspot.com

کوئی خوشی نہیں دیتے ملال دیتے ہیں
ہم اپنے بچوں کو رزقِ حلال دیتے ہیں

وہ لڑکیاں جو گھنے جنگلوں میں پھول چنیں
انھیں غزال سکھا اپنی چال دیتے ہیں

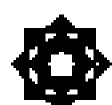
تلافی چاہو گئے وقت کی تو ہم تم کو
نئی صدی کے نئے ماہ و سال دیتے ہیں

ہمارے گھر کے اندھیرے چھٹے ترے دم سے
ہم آفتاب کو تیری مثال دیتے ہیں

کٹے جو وقت ترے ساتھ، ہم حفاظت سے
اسے بھی گھر کے ٹرنکوں میں ڈال دیتے ہیں

وہ لوگ بخشیں دلوں کو جو دھڑکنیں اُن کو
یہ لوگ کیسے دلوں سے نکال دیتے ہیں

بڑے تپاک سے آتی ہے زندگی ملنے
بڑے سلیقے سے ہم اُس کو ٹال دیتے ہیں



www.iqbalkalmati.blogspot.c

بات اُن کی کوئی کب کاٹتے ہیں
ہم تو بس اپنے ہی لب کاٹتے ہیں

عمر رو رو کے یوں کاٹی ہم نے
جس طرح ہجر کی شب کاٹتے ہیں

زندگی جیسے ہو بیمار کی رات
اس طرح وقت ہم اب کاٹتے ہیں

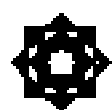
مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کشتِ خمیازہ ہے دنیا، جو لوگ
ظلم بوتے ہیں غضب کاٹتے ہیں

اشک بوئے تھے بزرگوں نے سو ہم
آج یہ فصلِ طرب کاٹتے ہیں

ہوں اسیرِ غمِ فرقت عاصمؔ
دیکھیں یہ طوق وہ کب کاٹتے ہیں



www.iqbalkalmati.blogspot.com

غم اگرچہ کثیر لایا ہوں
حوصلہ بھی خطیر لایا ہوں

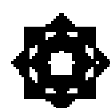
خواہشیں مختصر سی رکھتا ہوں
دل غنی و فقیر لایا ہوں

کیسا پاگل ہوں، تیرے گھر سے میں
کھینچ کر اک لکیر لایا ہوں

شب میں بھی راستا مجھے مل جائے
ایسا روشن ضمیر لایا ہوں

کاٹ کر کوہِ غم کو، اشکوں کی
میں بھی اک جوئے شیر لایا ہوں

دکھ مجھے بھی ہیں سو غزل میں مَیں
طرز و اُسلُوبِ میرؔ لایا ہوں



یہ دریا پربتوں سے اک کہانی ساتھ لائے ہیں
سمندر تک پہنچنے کو روانی ساتھ لائے ہیں

انھیں معلوم تھا اکثر زمینیں خشک ہوتی ہیں
پرندے آنکھ میں تھوڑا سا پانی ساتھ لائے ہیں

یہاں آئے تو ہیں ہم مستقل آباد ہونے کو
مگر اِک عادتِ نقلِ مکانی ساتھ لائے ہیں

کبھی ایسا نہیں ہوتا وہ تنہا ہی ملیں ہم سے
وہ جب تنہا بھی آئے، بدگمانی ساتھ لائے ہیں

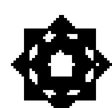
یقیں تھا تم ہمیں ہر حال میں پہچان سکتے ہو
مگر پھر بھی محبت اک نشانی ساتھ لائے ہیں

مرے احباب میری رونقِ محفل بڑھانے کو
اُنھیں بھی جو مرے دشمن ہیں جانی، ساتھ لائے ہیں

گلِ تازہ بھی ہیں کچھ ساتھ خط کے، نامہ بر گویا
تمام الفاظِ مشکل کے معانی ساتھ لائے ہیں

عدو کے واسطے زیتون اور انجیر کے تحفے
روایت ہے ہماری خاندانی، ساتھ لائے ہیں

نہ جانے اپنے آنسو خشک ہو جائیں کہاں عاصمؔ
اِس اندیشے سے ہم چھاگل میں پانی ساتھ لائے ہیں



www.iqbalkalmati.blogspot.com

کٹ گئی عمر سب عذابوں میں
ہم نہ ڈوبے مگر شرابوں میں

چند لمحوں کی زندگی ہی سہی
ہے مگر زندگی حبابوں میں

بھیجنا تھا بس ایک شعر اُسے
کھو گئے اَن گنت کتابوں میں

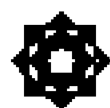
مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھر بھی سنتے ہیں لوگ، کچھ تو ہے
شاعروں خانماں خرابوں میں

پھول دیتے ہیں درس الفت کا
اِس لیے رکھتے ہیں کتابوں میں

اُن لبوں سا نہیں کسی کا رنگ
رنگ پنہاں ہیں سو گلابوں میں

اُس کی آنکھیں ہی پڑھتے رہتے ہیں
ہم پڑے ہی نہیں نصابوں میں



جہاں زمین ہو اچھی سبھی ادھر جائیں
نکل کے دشت سے اہلِ جنوں کدھر جائیں

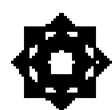
ہے گردشوں سے مرا ناتا اِس قدر گہرا
کہ ساتھ ساتھ مری ناؤ کے بھنور جائیں

مرے حریف سے درپردہ ربط ہے ان کا
یہاں سے اُٹھ کے وہاں میرے چارہ گر جائیں

اگر سمیٹ نہ لوں اِن کو اپنے دامن میں
کہاں کہاں نہ تری آنکھ کے شرر جائیں

گواہ بھی تو نہیں ہے کوئی محبت کا
سو کوئی چارہ نہیں آپ گر مکر جائیں

خدا سمجھتا ہے خود کو جو ناخدا عاصمؔ
تو اُس کی کشتی سے بہتر ہے ہم اُتر جائیں



ستاروں کو ضیا دو شہر والو
دیے سارے بجھا دو شہر والو

ستاروں میں کہیں جو بس گیا ہے
مجھے وہ شخص لا دو شہر والو☆

مجھے باہر نکلنا ہے یہاں سے
ذرا سا راستہ دو شہر والو

یہاں اک گاؤں تھا وہ کیا ہُوا ہے
مرے گھر کا پتا دو شہر والو

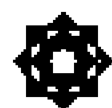
تغافل کیش کب سے سو رہے ہیں
اِنھیں بھی اب جگا دو شہر والو

برہنہ چاندنی گلیوں میں گھومے
سبھی پردے گرا دو شہر والو

جنوں کی آگ بجھتی جا رہی ہے
اِسے تھوڑی ہَوا دو شہر والو

ہوں گھر تقسیم در تقسیم کب تک
یہ دیواریں گرا دو شہر والوں

ہے بھید اک آگہی کا پاس میرے
مجھے دو گھونٹ لا دو شہر والو



☆ حاجی عبدالخالق مرحوم کے لیے

ہم تمھیں ہوش میں لاتے ہیں ذرا ٹھہرو تو
عرقِ تاک پلاتے ہیں ذرا ٹھہرو تو

تم کہاں جاؤ گی اے گردشِ دوراں تنہا
اب کے ہم ساتھ ہی جاتے ہیں ذرا ٹھہرو تو

ہے پسِ پردۂ آئینۂ شفاف تو زنگ
تم کو دل اپنا دِکھاتے ہیں ذرا ٹھہرو تو

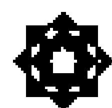
جب بھی ملتے ہیں یہی کہتے ہیں ہمدرد مرے
ہم ترا درد بتاتے ہیں ذرا ٹھہرو تو

خوف آئے نہ تمھیں راہ کی تاریکی سے
دیپ اشکوں کے جلاتے ہیں ذرا ٹھہرو تو

بن بتائے ہی چلے آؤ گے معلوم نہ تھا
اپنے کمرے کو سجاتے ہیں ذرا ٹھہرو تو

ہم وہیں ہیں کہ جہاں تم نے کہا تھا ہم سے
ہم ابھی لوٹ کے آتے ہیں ذرا ٹھہرو تو

خوب انسان ہے ملتا ہے تو بچھ جاتا ہے
تم کو عاصمؔ سے ملاتے ہیں ذرا ٹھہرو تو



www.iqbalkalmati.blogspot.com

دائمی قرب کا وشواس دلا دے مجھ کو
روز اک واہمہ فرقت کا ڈرا دے مجھ کو

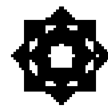
شب کسی شخص کی یادوں میں گزر جاتی ہے
صبح کی پہلی کرن آ کے سُلا دے مجھ کو

قہر تو یہ ہے کہ اب خود مرا اپنا ہی ضمیر
میری ناکردہ گناہی کی سزا دے مجھ کو

ایک بلقیسِ وفا اب بھی ہے دنیا میں کہیں
کسی طائر سے کہو اُس کا پتا دے مجھ کو

تیری فرقت میں کروں چاک گریباں اپنا
یہ اجازت نہ کبھی میری انا دے مجھ کو

مجھ کو بخشی ہے اگر تو نے جنوں کی دولت
گھر میں اب ایک بیاباں بھی اُگا دے مجھ کو



www.iqbalkalmati.blogspot.com

زندگی کے سارے دکھ سب تلخیاں اپنی جگہ
اک تبسم تیرا ان کے درمیاں اپنی جگہ

بارشیں اپنی جگہ ہیں، آندھیاں اپنی جگہ
نرم کومل پھول کو خوفِ خزاں اپنی جگہ

فاصلہ کیوں بڑھ رہا ہے پھر ہمارے درمیاں
میرا گھر اپنی جگہ، اُس کا مکاں اپنی جگہ

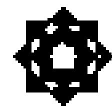
مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں جسے چھوڑ آیا گاؤں میں نہ بھولے وہ مجھے
پر کشش ہیں شہر کی بھی لڑکیاں اپنی جگہ

تھی طلوعِ ماہ کی اک بند کھڑکی منتظر
منتظر اک چاند کا میں بھی وہاں اپنی جگہ

پنجہ زن اپنی جگہ شب سے نجومِ آسماں
اور یہ میرے آنسوؤں کی کہکشاں اپنی جگہ

دیکھ کر حیراں ہیں عاصمؔ غازۂ جاناں کا رنگ
سارے پھول اپنی جگہ، سب تتلیاں اپنی جگہ



ہے کسی ماں کی طرح نخلِ ثمر دار کا دُکھ
خوشہ چیں کیسے سمجھ سکتے ہیں اشجار کا دُکھ

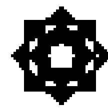
کون چاہت سے تجھے دے گا ترے فن پر داد
کس نے محسوس کِیا ہے کسی فن کار کا دُکھ

میں نے پھر بصرہ و بغداد کو جلتے دیکھا
میں نہ بُھولا تھا ابھی کابل و قندھار کا دُکھ

کبھی سیلاب کبھی موسمِ بے آب کا ڈر
ہم زمیں دار سمجھتے ہیں زمیں دار کا دُکھ

تم کو فرصت ملے دنیا کے مشاغل سے اگر
کبھی سوچو کسی مفلس، کسی نادار کا دُکھ

کتنی مہنگی تھی وہ اک کانچ کی گڑیا عاصمؔ
مجھ سے دیکھا نہ گیا طفلِ خریدار کا دُکھ



مرے خیال کا محور نیا نہیں کوئی
وہی ہے اب بھی ستم گر نیا نہیں کوئی

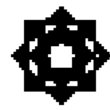
وہی عدو ہے، وہی دوستی کا پردہ ہے
یہ میری پشت پہ خنجر نیا نہیں کوئی

وہی ہے دل کی حویلی شکستہ و خستہ
وہی مکین ہے اندر نیا نہیں کوئی

ارادہ ملنے کا اُس نے کِیا نہیں ورنہ
وہ جانتا تھا مرا گھر، نیا نہیں کوئی

جو خیمہ زن ہے مقابل، میں جانتا ہوں اُسے
ہے میرا اپنا ہی لشکر، نیا نہیں کوئی

وہی ہے میرے عزیزوں کی کہکشاں عاصمؔ
وہی ستارے ہیں، اخترؔ نیا نہیں کوئی



www.iqbalkalmati.blogspot.com

ترے بغیر ادھوری ہے زندگی میری
تمام عمر خلا میں گزر گئی میری

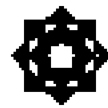
ترے بغیر یہ حالت ہوئی ہے اب دل کی
کہ جیسے کھو گئی اک چیز قیمتی میری

اگر میں چل ہی دیا ہوں تو روک لو مجھ کو
یہ لازمی تو نہیں پھر ہو واپسی میری

بھٹک تو میں بھی گیا تھا پہ مجھ کو لے آئی
قریبِ منزلِ مقصود گمرہی میری

مرے کلام کو دیکھ احتیاط سے اے دوست
مصوری ہے دُکھوں کی یہ شاعری میری

میں اُس کی راہ میں آنکھیں بچھا تو دوں عاصمؔ
اُسے پسند نہیں بے تکلفی میری



کاش پوری کبھی حسرت ہوتی
اُن کو بھی ہم سے محبت ہوتی

غمِ ہستی، غمِ دوراں، غمِ دل
اِن سے اک لمحہ تو فرصت ہوتی

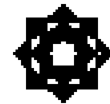
میں بھی ہوتا ترا آئینہ اگر
تو مری بھی کوئی قیمت ہوتی

تری تخلیق ہے آخر یا رب
کچھ تو انسان کی وَقعت ہوتی

بارہا سجدے کیے دل نے اُسے
کاش مقبول عبادت ہوتی

زندگی جو بھی خوشی دیتی ہمیں
آپ ہی کی وہ ودیعت ہوتی

حال اُن سے کبھی کہتے عاصمؔ
اِتنی تو ہونٹوں میں طاقت ہوتی



www.iqbalkalmati.blogspot.com

جدید شہر کا منظر نیا نہیں کچھ بھی
وہی جنوں، وہی پتھر، نیا نہیں کچھ بھی

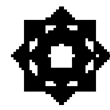
وہی ہے دل کا سفینہ وہی سفر اپنا
وہی ہے غم کا سمندر، نیا نہیں کچھ بھی

تمھارے بعد چمن کیوں بدل گیا، گرچہ
وہی ہیں سرو و صنوبر، نیا نہیں کچھ بھی

وہی نگر ہے، وہی گرد سے اَٹے چہرے
نئی سحر کا بھی منظر نیا نہیں کچھ بھی

یہاں وہی ہے طریقہ جراحتِ دل کا
وہی ہیں طنز کے نشتر، نیا نہیں کچھ بھی

وہی ہے قحط مری سرزمیں پہ اب کے بھی
وہی ہے عرصۂ محشر، نیا نہیں کچھ بھی



اک سراب اِس میں بہر سمت رواں ملتا ہے
دشتِ غم میں کوئی ندی نہ کنواں ملتا ہے

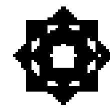
اتنے مصروف ہوئے کارِ جہاں میں ہم لوگ
عشق کے واسطے اب وقت کہاں ملتا ہے

ہاں کچھ انسان تھے گزری ہوئی صدیوں میں یہاں
آج کے دَور میں انسان کہاں ملتا ہے

ہم جہاں بیٹھ کے دل اپنا جلاتے تھے وہاں
اب بھی لپٹا ہُوا پیڑوں سے دھواں ملتا ہے

پھر ہرا ہونے کا دیتا ہے اِنہیں مژدہ بھی
جب درختوں سے گلے دورِ خزاں ملتا ہے

دھول جھونکی ہے یہ کس نے مری آنکھوں میں امینؔ
راہ ملتی ہے نہ منزل کا نشاں ملتا ہے



ذرا سوچ لے اُس نگر جانے والے
کہ پتھر ہوئے سب ادھر جانے والے

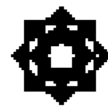
اُتر کر کبھی اُس کی آنکھوں میں دیکھیں
سمندر کی تہ میں اتر جانے والے

کہیں زندگی روٹھ جائے نہ ہم سے
ذرا سوچ لے روٹھ کر جانے والے

سمجھتا نہیں کیا میں آنکھوں کی بولی
مرے پاس سے چپ گزر جانے والے

ادھر آ، میں اپنا لوں دُکھ تیرے سارے
مری ہر خوشی روند کر جانے والے

ترے لوٹنے تک وہ جاگے گا کیسے
گئی رات میں اپنے گھر جانے والے



غمِ دنیا رہے اس میں کہ تری یاد رہے
دل کا ویرانہ کسی طور تو آباد رہے

حسن کا سب سے زیادہ ہے تناسُب جس میں
اُس قبیلے کے مخالف مرے اَجداد رہے

یوں تری یاد رہے دل پہ مسلط میرے
جس طرح مجھ پہ نگہباں مرا ہمزاد رہے

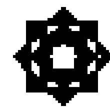
www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں بھی اُس زلف کی زنجیر ہلانا چاہوں
سطوتِ حسن مگر مانعِ فریاد رہے

تم جو خوش ہو مجھے پابندِ سلاسل کر کے
وقت سب سے بڑا منصف ہے تمھیں یاد رہے

آنے پائے نہ ہَوا شہر کی اِس سمت کبھی
اِس تنگ و دو میں مرے گاؤں کے افراد رہے

میں تو اک بھیڑ میں رُو پوش رہا ہوں عاصمؔ
مجھ سے انجان مرے عہد کے نقاد رہے



www.iqbalkalmati.blogspot.com

جب کسی شخص پہ تہمت لگ جائے
داؤ پر گاؤں کی عزت لگ جائے

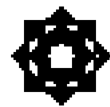
پھر وہ انمول کہاں رہتی ہے
جب کسی چیز کی قیمت لگ جائے

اُس کی آنکھوں سے کہیں ایسا نہ ہو
مجھ کو مے نوشی کی عادت لگ جائے

حسن بازار میں لے آئے وہی
ہاتھ جس کے بھی یہ دولت لگ جائے

نزع میں اُس کا ہے فن یوں سمجھو
جس کو بیماریِ جدت لگ جائے

کچھ پرندے جو مرے گاؤں میں ہیں
اِن پہ پابندیِ ہجرت لگ جائے



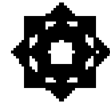
یا مری گہری خموشی کو مؤثّر کر دے
یا مجھے نطق کے ہر لہجے پہ قادِر کر دے

ڈال دے پاؤں میں زنجیرِ غلامی دراصل
جب غریبوں پہ کرم کوئی مُخَیّر کر دے

ایک موہوم سی امید ترے ملنے کی
مثلِ یعقوب مجھے ہجر میں صابر کر دے

بھر دے اک رنگِ طرب درد کی تصویروں میں
معجزہ یہ بھی کسی روز مصوِّر کر دے

اُس نے دیکھا تھا محبت کی نظر سے اک بار
کاش وہ مجھ پہ وُہی ایک نظر پھر کر دے



مجھ کو تیری قسم نکلتا ہے
تو جو روٹھے تو دم نکلتا ہے

کھولتا ہوں جو پوٹلی دل کی
صرف تیرا ہی غم نکلتا ہے

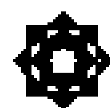
صرف بدنامیاں ہی ملتی ہیں
عشق میں نام کم نکلتا ہے

جب کٹھن ہو سفر مسافر کا
کون پھر ہمقدم نکلتا ہے

تجھ کو بھولوں، یہ فیصلہ لیکن
روز ہی کالعدم نکلتا ہے

کوئی لمحہ نہ چھین لے تجھ کو
سوچتا ہوں تو دم نکلتا ہے

جانے کیا ہو گیا ہے عاصمؔ کو
آج کل گھر سے کم نکلتا ہے



بہت سی بجلیوں کو آزمانے کی ضرورت ہے
نشیمن پھر نیا کوئی بنانے کی ضرورت ہے

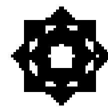
دیے سے پھر دیا جلتا چلا جائے گا محفل میں
فقط پہلا دیا تجھ کو جلانے کی ضرورت ہے

حصولِ منزلِ مقصود اِتنا سہل مت جانو
کہ اِس میں ذات کو اپنی مٹانے کی ضرورت ہے

تری سوچیں ہی بن کر رہ گئیں اب مشغلہ اپنا
تجھے اب سوچتا ہوں بھول جانے کی ضرورت ہے

مجھے معلوم ہے آنکھیں کھلی رکھتے ہو تم، لیکن
مرے لوگو! تمھیں پھر بھی جگانے کی ضرورت ہے

ہماری کھیتیوں پر بڑھ گیا ہے بوجھ اب عاصمؔ
ہماری اِس زمیں کو کارخانے کی ضرورت ہے



ٹھہر جانے کا بہت میں نے کہا تھا اُس سے
میری قسمت میں ہی لکھا تھا بچھڑنا اُس سے

وُہی سورج کہ اَندھیرے سے جو کل ہار گیا
پھر نمودار ہُوا آج سویرا اس سے

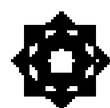
ڈوبنا اُس کا مقدر ہی نہ ہو جائے کہیں
کہیں چھن جائے نہ تنکے کا سہارا اُس سے

تیری چاہت کی طلب دل سے مٹا دی جس نے
پھر ہرا ہو نہ سکا نخلِ تمنا اُس سے

زندگی بھر کے لیے دے گیا داغِ فرقت
مجھ کو ہر روز نہ ملنے کا گلہ تھا اُس سے

ہر غم و فکر کا درماں ہے فقط جامِ شراب
میرا بھی غم کے حوالے سے ہے ناتا اُس سے

مجھ سے بے وجہ خفا رہتا ہے اِک ماہ جبیں
میں نے کب وعدہ نبھانے کا کہا تھا اُس سے



www.iqbalkalmati.blogspot.com

انا پرست بڑی مشکلوں سے مارے گئے
اذیتوں سے نہیں، بخششوں سے مارے گئے

یہ زندگی تھی پہاڑ ایسی، بارشوں سے بچے
تو ہم لڑھکتے ہوئے پتھروں سے مارے گئے

جو اپنے زُعم میں دشمن کو ناتواں سمجھے
وہ ہاتھیوں کی طرح چیونٹیوں سے مارے گئے

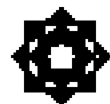
www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہمیشہ ہم پہ کیا اپنے دوستوں نے کرم
ہم ایسے لوگ کہاں دشمنوں سے مارے گئے

زمیں کی گردشیں راس آ گئیں تھیں جن کو بہت
اے آسماں وہ تری گردشوں سے مارے گئے

تلاطموں سے تو ہم بچ گئے، پہ تیروں سے
جو ہم پہ پھینکے گئے ساحلوں سے، مارے گئے

ہر ایک دورِ گزشتہ گواہ ہے عاصمؔ
جب اہلِ علم لڑے جاہلوں سے، مارے گئے



www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دل میں اک آگ جلا لی جائے
پھر اُس آنچل کی ہوا لی جائے

ہم سمجھتے ہیں محبت کا مآل
اپنے سر کیوں یہ بلا لی جائے

حرفِ شیریں ہی عطا کر دو اُسے
در سے خالی نہ سوالی جائے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

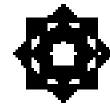
www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج موسم بھی بڑا اچھا ہے
اُن کے دامن کی ہَوا لی جائے

زندگی جو ہے ہمارے دَر پَے
یہ بلا کس طرح ٹالی جائے

جا گرے اور کسی کے گھر میں
خواہش اِتنی نہ اُچھالی جائے

ہے زمیں سخت غزل کی عاصمؔ
کس طرح نہر نکالی جائے



کچھ بے ضمیر اپنے مددگار کر لیے
ہم نے خود اپنے راستے دُشوار کر لیے

جن کو نہ دن کے وقت بھی رستہ سُجھائی دے
ہم نے وہ لوگ قافلہ سالار کر لیے

بے موت مر گئے وہیں دشمن کے سامنے
لہجے جب اپنے ہم نے لچک دار کر لیے

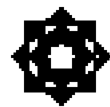
www.iqbalkalmati.blogspot.com

آئے خزاں بہار نے پھر بے شمار پھول
قربانیوں کے واسطے تیار کر لیے

کیوں کر لگے گی بخت رسا کو کوئی نظر
کچھ غم شریکِ طالعِ بیدار کر لیے

تنہائی میں تو وہ نہیں ملتے ہمیں سو آج
شکوے گلے سبھی سرِ بازار کر لیے

عاصم کسی کے عشق میں مصروف یوں ہوئے
ہم نے تمام دوست ہی بیزار کر لیے



ہر اک کوشش تلاشِ رزق کی ناکام ہو جائے
سحر کو گھر سے نکلوں جستجو میں شام ہو جائے

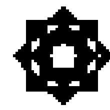
وہ گھاٹے میں رہیں جو پیار کی بڑھ چڑھ کے بولی دیں
کہ بے قیمت ہی یہ جنسِ گراں نیلام ہو جائے

کسی قاصد، کسی مُخبر کی ہو کیوں کر ضرورت، جب
ہر اک جھونکا ہَوا کا دوست کا پیغام ہو جائے

زمانے بھر کے رُسوا لوگ ہیں ہم، سوچ لو شاید
تمھارا ہم سے ملنا باعثِ الزام ہو جائے

میں حالاتِ زمانہ سے حقائق اَخذ کرتا ہوں
پیمبر میں نہیں ہوں جو مجھے اِلہام ہو جائے

جیا میں مدتوں اُس کے بنا یہ سوچ کر عاصمؔ
کہیں ایسا نہ ہو میری وفا بدنام ہو جائے



تنہا جب آ رہی تھی تو بستی کی اَور سے
دھڑکا تھا تجھ کو دیکھ کے دل کتنے زور سے

آیا تھا سیرِ گل کو سکوں کے لیے مگر
کچھ اور سرگراں ہُوں عنادل کے شور سے

کس کا تھا مرنے والے کی آنکھوں کو انتظار
کیوں اُگ رہا ہے پودا یہ نرگس کا گور سے

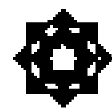
مدت ہوئی ہے لب وہ چھوئے، آج بھی مگر
رِستا ہے خون ہاتھ کی اِک ایک پور سے

کھنچتا ہی جائے چاند سی صورت کو دیکھ کر
ملتی ہیں کتنی عادتیں دل کی چکور سے

دشمن سے بے خبر ہوں میں اُس طفل کی طرح
جس کا گلا کٹے کسی قاتل کی ڈور سے

تیرے پروں میں یہ اِسی دھرتی کے رنگ ہیں
یا ماورا کے رنگ ہیں پوچھوں گا مور سے

عاصمؔ چلو کہیں کسی جنگل میں جا بسیں
گھبرا گیا ہے دل مرا شہروں کے شور سے



زندگی ضد پہ جو اَڑ جاتی ہے
یہ گلے موت کے پڑ جاتی ہے

پیڑ ہوتا ہے تناور اُتنا
جتنی بھی خاک میں جڑ جاتی ہے

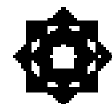
یوں بھٹکتا ہوں میں تنہا جیسے
ڈار سے کونج بچھڑ جاتی ہے

بارشِ غم نہ ہو آنکھوں سے اگر
دِل وہ بستی ہے اُجڑ جاتی ہے

زندگی ہے کہ کوئی بندر گاہ
اک خوشی روز بچھڑ جاتی ہے

کر دے اک یادِ تنفّس کو بحال
جب مری سانس اُکھڑ جاتی ہے

چاہوں مرنا بھی تو جینے کی امنگ
آ کے بس پاؤں ہی پڑ جاتی ہے



www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک چڑیا کو خبر ہے

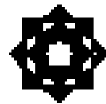
ایک چڑیا کو خبر
ہے
کس قدر دانے کسی دہقان کے خرمن میں ہیں

ایک چڑیا جانتی
ہے
گُل کھلے کتنے کسی گلشن میں ہیں

ایک چڑیا کو خبر
ہے
لڑکیاں کتنی کسی آنگن میں ہیں
اور کون اُن میں سے بھاگے گی کسی بندے کے ساتھ

کھاتے پیتے آدمی کے ساتھ یا بھوکے کے ساتھ
نوجواں کے ساتھ یا بوڑھے کے ساتھ

ایک چڑیا جو کہ سب کچھ جانتی ہے
ربط کیوں رکھتی نہیں لیکن وہ مجھ ایسے کے ساتھ
میں کہ گن لیتا ہوں اک اُڑتی ہوئی چڑیا کے پر
کیوں مگر رکھتی نہیں ہے وہ مرے دل کی خبر

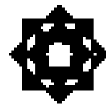


تنگ دستی

اب کے اِس عید پہ میں
کوئی تحفہ نہ تجھے بھیج سکا
کتنا شرمندہ اِس احساس نے رکھا مجھ کو

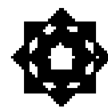
آخر اک سوچ نے سُولی سے اُتارا مجھ کو
جیسے میں چاہوں تجھے
چاہتے ہوں گے مجھے بھی کچھ لوگ
پر کسی نے کوئی تحفہ بھی نہ بھیجا مجھ کو

تجھ سے شرمندہ ہوں میں
مجھ سے شرمندہ ہیں احباب مرے
تنگ دستی نے کیا ہر طرح رُسوا مجھ کو



سوال

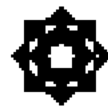
ملک کا ہر پاسباں
ہر جیالا نوجواں
سب شریفُ النفس شہری، سارے عزت دار لوگ
زندگی کے مختلف شعبوں میں محنت کے سہارے
زندہ رہنے والے سب فنکار لوگ
اب دعا کرتے ہیں کاش اُن کی دعائیں ہوں قبول
پھر کوئی غازی، کوئی مردِ مجاہد، امن کا کوئی رسول
اِس زمیں کی سَمت بھی بھیجے خدائے کائنات
توڑ دے جو عشرتوں کے یہ نئے لات و منات
میں بھی ہوں اور لوگ بھی ہیں منتظر
کون آئے گا؟ کہاں سے آئے گا؟
جو حقیقت میں خلیفہ ہو خدا کا
کس جہاں سے آئے گا؟



جواب

شہر میں جب عصمتیں لٹنے لگیں
اور جب نچوائی جائیں برسرِ بازار ننگی عورتیں
دست بردِ مُلّ ہوس سے ہو نہ جب محفوظ کوئی لاش بھی
جب بدن اپنے لہو کی آگ میں جلنے لگیں
خواہشیں بڑھنے لگیں
رشوتوں کی بھینٹ جب سندر طلائی جسم بھی چڑھنے لگیں
ہر مسافر ہو ہراساں ، راہبر ہو خود لٹیرا
ظلمتوں نے ہر طرف سے جب ہو گھیرا
جب برائے نام ہی انصاف ہو
قاتلوں کی آستیں جب داغِ خوں سے صاف ہو
بے گناہوں سے قفس آباد ہوں
مجرموں کے ہاتھ جب آزاد ہوں

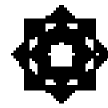
کو بکو جب مے پرستی عام ہو
زُہد ہو رُسوا، شرافت شہر میں بدنام ہو
جب عبادت کارِ بے بنیاد ہو
تیز موسیقی سے دل ہر نوجواں کا شاد ہو
جب جہادِ فی سبیل اللہ بس نعروں تلک محدود ہو
دشمنوں کا اک نہ اک مخبر ہر اک بستی میں جب موجود ہو
اِن سبھی باتوں کا ہے بس اِک جواب
اِنقلاب و اِنقلاب



اب جیا نہیں جاتا

لوگ ٹھیک کہتے ہیں
ساتھ مرنے والوں کے
خود مرا نہیں جاتا

یہ بھی اک حقیقت ہے
چند لوگ دنیا میں
اتنے پیارے ہوتے ہیں
جو اگر بچھڑ جائیں
پھر جیا نہیں جاتا



"آ عندلیب"

اِک بس میں آ رہا تھا میں ڈنگہ سے کھاریاں
اُس بس میں بے تحاشہ بھری تھیں سواریاں
اپنی نشست میں نے کی اک گل بدن کو پیش
لازم ہیں عشق کے لیے خدمت گزاریاں
وہ لب پہ شکریے کی لرزتی ہوئی لکیر
آنکھوں میں اِمتنان کے رنگوں کی دھاریاں
یہ چاند کون ہے مرے دل نے کیا سوال
یہ حور کون ہے مری آنکھیں پکاریاں

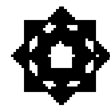
www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لایا تھا میرا جذبۂ دل کھینچ کر اُسے
ورنہ سڑک پہ اور بھی کتنی تھیں لاریاں
ڈوبا ہُوا تھا ہر کوئی اپنے خیال میں
میرے لیے ہی خاص تھیں وہ جلوہ باریاں
جب میری بد حواسی پہ ہنستی وہ سیم تن
لگتی تھیں کشتِ زعفراں سرسوں کی کیاریاں
قسمت بُری تھی آ گئی منزل بہت ہی جلد
منزل پہ سب سواریاں بس نے اُتاریاں
جب وہ جدا ہوئی مرے دل نے دہائی دی
آنکھیں تڑپ اُٹھیں مری برہا کی ماریاں
موقع تھا پھر بھی پوچھ سکا نام تک نہ میں
ہائے یہ اہلِ عشق کی نا پختہ کاریاں
کیوں اُس پری کی یاد بھلائی نہ جا سکی
شرمندہ مجھ سے میری فراموش گاریاں
ممکن ہے پھر کہیں کسی رستے میں وہ ملے
رکھتی ہیں مجھ کو محوِ سفر بے قراریاں

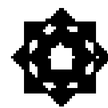
مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں www.iqbalkalmati.blogspot.com

اب میں ہوں اور سارا دن آوارہ گردیاں
اب میں ہوں اور رات بھر اختر شماریاں
کیا جانے کب دکھائی کسی موڑ پر وہ دے
آنکھیں تو اُس کا راستہ تک تک کے ہاریاں
رہتا ہوں صبح شام مسلسل سفر میں اب
میں کھاریاں سے ڈنگہ تو ڈنگہ سے کھاریاں
اُس کا پتا ملے تو میں بھیجوں اُسے یہ نظم
کب کام آئیں گی مری جادو نگاریاں
صبح و مسا کی فکرِ معیشت کے باوجود
اِس جستجو میں سینکڑوں چھٹیاں گزاریاں
آ بد نصیب مل کے کریں بین ہجر میں
"آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں"



پیکرِ آواز

اُسے دیکھا نہیں میں نے
فقط آواز ہی اُس کی سنی ہے فون پر اکثر
مگر آواز میں کچھ ایسا جادو ہے
کہ مجھ کو وہ پری پیکر
خود اپنے سامنے بیٹھا ہُوا محسوس ہوتا ہے
جب اُس سے بات ہوتی ہے
تو مجھ کو آلۂ ہاتف
اک ایسا آئینہ محسوس ہوتا ہے
کہ جس میں عکس ہے اُس کا
میں آئینے میں اُس کا عکس جب دیکھوں
وہ اِتنا خوش نما محسوس ہوتا ہے
کہ سانس اپنا مجھے رکتا ہُوا محسوس ہوتا ہے



یاد ہے تجھ کو

یاد ہے تجھ کو
جس دن میں نے اپنا رختِ سفر باندھا تھا
تو نے اک تعویز منگا کر میرے بازو پر باندھا تھا
اور کہا تھا
دوری کے بے انت سفر پر جانے والے
مجھ سے ربط برابر رکھنا
بیچ میں حائل چاہے سات سمندر رکھنا
یہ بستی جب تجھے پکارے
اُڑ کر آنا
اپنے ساتھ مری یادوں کے شہپر رکھنا

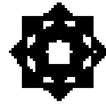
یاد ہے تجھ کو
تو نے کہا تھا
تجھ سے ناتا ٹوٹ گیا تو شدتِ غم سے بے کل ہو کر
اپنے حواس میں جی نہ سکوں گی، رہ جاؤں گی پاگل ہو کر

دیس دیس کی رنگ بھری اِن گلیوں میں اور اِن راہوں میں
مجھ کو پناہ تو مل سکتی تھی نرم و گداز حسیں باہوں میں
لیکن میں نے تیری خاطر خود کو وقفِ ملال ہی رکھا
میں نے تو ہر حال میں تجھ سے روح کا ربط بحال ہی رکھا

تو نے مگر اب خود ہی مجھ سے
پیار کا رشتہ توڑ لیا ہے
جانے کیوں منہ موڑ لیا ہے
شاید تو نے اور کسی سے
دل کا ناتا جوڑ لیا ہے
تیری نظر میں پچھواڑے کے پیڑ ہی بہتر

 www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں تو دُوری کا جنگل ہوں
تیری نظر میں چلتے کنویں کا پانی بہتر
میں تو ساون کا بادل ہوں
تیری نظر میں آج کی عشرت کوشی بہتر
میں تو آنے والا کل ہوں
تیری نظر میں پاس پڑوس کا ساتھی بہتر
میں تو نظروں سے اوجھل ہوں
تو نے پاگل ہو جانے کا جھوٹ ہی بولا
میں تو اب سچ مچ پاگل ہوں



www.iqbalkalmati.blogspot.com



امین عاصم طبعاً کم آمیز واقع ہوئے ہیں، وہ بے اندازہ میل جول کو محض تضیعِ اوقات خیال کرتے ہیں، اُن کے نزدیک کسی تخلیق کار کی تخلیقی کاوش ہی اُس کا بہترین تعارف ہوتی ہے، اِسی نظریے کے پیشِ نظر متاعِ وقت کی قدر کرتے ہوئے وہ ہمیشہ پوری یکسوئی سے فنی ریاضت میں مشغول رہے، وہ جذبوں کی حرارت کو شعروں میں منتقل کرنا جانتے ہیں جبھی تو اُن کے اکثر شعر بولتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ظاہر پسندی اور مادہ پرستی کے اس پُرفتن دَور میں جہاں خونی رشتے بھی اپنی کشش سے محروم ٹھہرتے ہیں وہاں امین عاصم کے باطن میں اِنسانی رشتوں کی قدر و اہمیت اَبدیت پا رہی ہے، جس کی ایک جھلک اس شعر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

گھر کی تقسیم سے ہوتا نہیں تقسیم لہو
بھائی ہوتے نہیں دِیوار اُٹھانے سے الگ

امین عاصم شاعری کے آئینے میں جتنے خوب صورت نظر آتے ہیں، شخصیت کے اِعتبار سے بھی اتنے ہی دِلنشیں ہیں، اُن کا ایک شعر اُن کی روزمرہ زندگی کا غماز ہے۔

خوب اِنسان ہے ملتا ہے تو بچھ جاتا ہے
تم کو عاصم سے ملاتے ہیں ذرا ٹھہرو تو

محبت اُن کی شاعری کا بنیادی حوالہ ہے لیکن گھسے پٹے رومانوی خیالات میں اُلجھنے کی بجائے اُنہوں نے اپنے اکثر ہم عصروں سے ذرا ہٹ کر مختلف صورتوں میں اس جذبے کا اِظہار کیا۔ خیالات واحساسات میں تنوع پیدا کر کے اُنہوں نے اپنے کلام کو یکسانیت کا شکار ہونے دیا نہ ہی کسی خاص نظریہ وفکر کی چھاپ لگنے دی۔ اُسلوب کے حوالے سے اُنہوں نے اِنفرادیت پیدا کرنے کی کوشش کی اور اپنی بات اپنے ہی انداز سے کہی۔ اُن کی شاعری میں ذات سے کائنات تک تمام رنگ جھلکتے ہیں، اُمید ہے یہ شعری مجموعہ ادبی سرمائے میں خوب صورت اضافہ ثابت ہوگا۔

میں اُن کی تخلیقی اُڑان میں مزید بُلندیوں کے لیے دُعا گو ہوں۔

سید انصر

۱۷ نومبر ۲۰۰۸ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com